بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس سر سے اندھیرا
بشارت یہ ملی ہے اک دل کی غذا دی

جو ہو گا ایکدن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۱۵ء | نمبر ۱۵-۱۶

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت دو چار روز کسی قدر علیل رہی۔ اب خدا کے فضل سے اچھی ہے اور حضور موجود۔ شورش کے دور کرنے اور نظام وقت کا اسیں ہاتھ بٹانے میں پوری سعی سے کام لے رہے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کو سلامت رکھے۔

۲۶۔ اپریل ۱۹۱۵ء کو تعلیم یافتہ احمدی احباب قادیان کی ایک بڑی جماعت بیرونی دیہات و علاقہ تحصیل شکرگڑھ میں اس غرض کیلئے بھیجی گئی ہے کہ وہ جہاں جہاں کچھ غلط فہمی رولٹ بل وغیرہ کے متعلق معلوم ہو۔ وہاں جاکر لوگوں کو خوب سمجھائیں۔ اور گورنمنٹ کی اطاعت و وفاداری کی پوری تاکید کریں۔ اور اس غرض کیلئے ٹریکٹ وغیرہ بھی جو تازہ شائع کئے گئے ہیں۔ تقسیم کرنے کو دے دیئے ہیں۔

درخواست دعا | برادرم مستری عبدالعزیز صاحب سامانوی کی دختر بعارضہ ہیچک مبتلا ہے۔ احباب اس کی صحت و زندگی کے واسطے دعا فرما کر اجر حاصل کریں۔

انگلستان میں تبلیغ اسلام

اخویم قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے بی ٹی احمدی مشنری لندن سے اپنی چٹھی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو شہر ووکنگ میں بھی جہاں وہ آجکل دو اڑھائی ماہ کے واسطے قیام پذیر ہیں۔ اسلام کی منادی کرنے میں خوب کامیابی ہو رہی ہے۔ جو اشخاص ان کی تبلیغ ہیں۔ ان میں سے دو معزز لیڈیاں بنام مسز ناڈنبری و مس بیرل گذشتہ ہفتہ میں ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی ہیں۔ الحمد للہ۔ اللھم زد فزد۔ ان کے اسلامی نام رحمت اور مریم رکھے گئے ہیں۔

لنڈن میں بھی تبلیغی کوششیں بدستور جاری ہیں علاوہ نومسلموں کی تعلیم اور تربیت و ہفتہ واری اجلاس کے جو مکان پر ہوتے ہیں۔ پبلک میں بھی لیکچر ہوتے ہیں۔ لوگوں کے خیالات اور عقائد میں ایک عظیم الشان تغیر آرہا ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آوے کہ باطل پرستی کو چھوڑ کر حقیقی اسلام سے بہرہ ور ہوں۔ آمین والسلام

اطلاع | یہ پرچہ بھی جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں لکھا گیا تھا آجکل کی مشکلات کی وجہ سے دیر میں اور دو ہفتہ کا مکمل شائع ہوا ہے احباب دعا کریں کہ یہ تکالیف عارضی جلد دور ہوں۔ انشاء اللہ کل بھی یہ

ضروری نوٹس برائے خریداران و مشتہرین

یہ گھوڑی بچہ والی ہے اور شیدا ہے۔ بچہ یہاں چھوڑ گئے ہیں۔ گھوڑے کا حلیہ حسب ذیل ہے۔ سرنگ ستارہ ٹوٹی لیکر سفید پچھلا دایاں بایاں سفید تاریخ پیدائش ۲۸ مارچ ۱۹۱۲ء قد ۱۴ ہاتھ

یہ گھوڑا اور گھوڑی ۲۸ اور ۲۹ اپریل ۱۹۱۵ء کی درمیانی رات کو طویلہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب رئیس قادیان سے چوری ہوئے ہیں۔ جو شخص اس مال مسروقہ کا پتہ بتا کر گرفتار کرا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - مئی ۱۹۱۹ء

انسان کس طرح اس زندگی میں حقیقی کامیابی حاصل کر سکتا ہے

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ہر ایک شخص اس جہان میں اپنی کامیابی کا خواہاں ضرور ہے۔ اور اسی لئے لڑکپن سے بڑھاپے تک اسی کوشش میں لگا رہتا ہے مگر حقیقی کامیابی کیا ہے۔ اور وہ کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟ اس کے متعلق بہت تھوڑے ہیں جو غور کرتے ہیں۔ اس مدعا کو حاصل کرنے کے لئے ہم کو سب سے پہلے یہ بات دریافت کرنی چاہیئے کہ ہم اس جہان میں کس لئے بھیجے گئے ہیں۔ اور ہمیں یہاں کیا کرنا چاہیئے۔ جب ہم اس کی اصل حقیقت معلوم کر لینگے۔ اور اسی کو مدنظر رکھ کر کوشش کرینگے۔ تو خدا کے فضل و کرم سے ہم ضرور اپنے مقصد کو پالینگے

لیکن اکثر لوگ اس کے متعلق مختلف خیالات رکھتے ہیں۔ اسی لئے دنیا میں بہت اختلاف پھیل گیا ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ کسی شخص کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں کہ وہ خود ہی اپنی اس جہان کی زندگی کا مدعا اپنی رائے سے قائم کرلے۔ کیونکہ وہ اس جہان میں اپنے اختیار سے نہیں آیا ہے اور نہ وہ اپنے اختیار سے واپس جائے گا۔ بلکہ جس خالق نے اسے یہاں بھیجا ہے۔ اور تمام عمر اس کی پرورش کرتا ہے۔ اسی کا یہ حق ہے کہ اس کی زندگی کا مدعا اسے بتلائے۔ جس طرح ہم کسی شخص کو اجرت پر اپنی ملازمت کے لئے رکھتے ہیں تو یہ ہمارا ہی حق ہوتا ہے کہ اس کو ہم بتلائیں۔ کہ اس کے ذمہ ہم کیا کام سپرد کرنیوالے ہیں نہ کہ وہ خود ہی اپنے فرائض بلا ہماری اجازت کے تجویز کرے۔ اسی طرح یہ اللہ تعالےٰ کا ہی حق ہے کہ وہ اپنے بندوں کو خود بتائے۔ کہ اس جہان میں کس غرض کے لئے انکو بھیجا ہے۔ سو اس نے ایسا ہی کیا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے پاک کلام شریف میں فرمایا ہے:-

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

یعنے ہمنے نہیں پیدا کیا جن و انسان کو مگر اسی لئے کہ وہ ہماری عبادت کرے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ ہم دنیاداری چھوڑ کر رات دن عبادت ہی کرنے بیٹھیں بلکہ ایسا کرنا منع ہے۔ کیونکہ دنیاوی امور بھی اللہ تعالیٰ نے ہی ہم پر فرض کئے ہیں۔ اس لئے انکی تعمیل کرنا بھی عبادت ہے ہم پر ہمارے اہل و عیال کی پرورش کرنی اور خدا کی مخلوق سے نیک سلوک کرنا وغیرہ وغیرہ یہ سب باتیں ہم پر فرض کی گئی ہیں تو ان تمام امور کو بجا لانا عبادت ہی ہے۔ غرض وہ تمام امور جو ہم خدائے تعالےٰ کے احکام کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں وہ تمام عبادت ہی میں شمار ہوتے ہیں۔ ہم اللہ تعالےٰ کی عبادت کریں یا نہ کریں۔ اس میں اللہ تعالےٰ کو کوئی نفع یا نقصان نہیں۔ بلکہ نفع یا نقصان صرف ہم ہی کو ہے۔ اب یہ سوال ہو سکتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ فرائض انسان کو کس طرح معلوم ہوں۔ اسکے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ دستور رکھا ہے کہ دنیا کی تمام اقوام میں انہیں میں سے جس کو اس نے لائق سمجھا۔ اس کو اپنا نبی یا رسول بنا کر اسکے ذریعہ اس کی قوم کو اسی کی زبان میں ان تمام باتوں کی تعلیم دلوائی۔ جیسا کہ اس نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:-

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم

یعنے ہمنے نہیں بھیجا کوئی رسول لیکن اوسی قوم کی زبان میں تاکہ ان کو صاف طور سے سمجھا دیا جائے۔ اور نبی یا رسول کا اصل یہی کام ہوتا ہے کہ اپنی امت کو خدا کی معرفت حاصل کرائے۔ یعنے خدا کا کامل طور پر شناخت کرنا سکھلائے۔ جب انسان یہ بات حاصل کر لیتا ہے۔ تو وہ ہرگز خدا کی خفگی کا کوئی کام کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کو کامل یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ جس طرح ہم کسی حاکم کے روبرو کھڑے ہوں۔ تو ہم ہرگز اس کے روبرو کوئی بد فعل کرنے کی جرات نہ کرینگے۔ اسی طرح خدا کی کامل معرفت حاصل کرنے والے انسان کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ وہ خدا کی خفگی کی راہیں ترک کرتا جاتا ہے۔ اور اس کی رضامندی کی راہوں کا طلبگار ہوتا ہے تا دونوں جہان میں خدا کے فضل و کرم کا وارث بنے۔ اللہ تعالےٰ اپنے نبی یا رسول سے باتیں کرتا ہے۔ اسے الہام و مکاشفات و رؤیاء کے ذریعہ اپنی عجیب عجیب قدرتیں دکھلاتا ہے۔ صرف اسی کو یقین نہیں۔ بلکہ اس کی پیروی کرنے والے لوگو کو بھی اپنی نعمتوں کا مزہ چکھاتا ہے۔ اسی طرح اسکے ماننے والوں کا ایمان دن بدن بڑھتا جاتا ہے اور وہ جان و مال سے اس کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے میں اپنی عین سعادت سمجھتے ہیں۔ اس طرح مومن انسان دن بدن اللہ تعالےٰ کی راہ میں استقامت حاصل کرتے ہوئے روز ترقی کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ یہی وہ طریقہ ہے۔ جسکے ذریعہ انسان اس زندگی میں حقیقی کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

اس رحمٰن رحیم رب العالمین نے اپنا یہ فضل کسی خاص قوم یا خاص ملک یا خاص زبان یا خاص زمانہ کے لئے (ریزرو) مخصوص نہیں کیا۔ بلکہ جس طرح دنیا کی تمام اقوام کو اس جہان کی جسمانی نعمتوں سے وہ یکساں سرفراز کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح ان کے لئے روحانی نعمتوں کا بھی ویسا ہی انتظام کیا۔ جس کا ثبوت ہم کو قرآن شریف کی بالا آیت سے ملتا ہے مگر گذشتہ زمانو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں دور دور کے ملکوں کی اقوام ایک دوسرے کے حالات سے جس طرح اب ہم واقف ہو سکتے ہیں اسوقت نہ ہو سکتے تھے۔ کیونکہ اسوقت تار برقی۔ ریل ڈاک اخبارات وغیرہ کی کثرت سے اشاعت کے ذرائع موجود نہ تھے۔ اس لئے جس ملک میں یا جس قوم میں خدا کا کوئی مرسل مبعوث ہوتا تھا۔ اور جو لوگ اس پر ایمان لاکر اس کی تعلیم کے مطابق نیک اعمال بجا لاتے تھے۔ ان پر اللہ تعالےٰ کی عجیب عجیب نعمتوں کی نوازش ہوتی تھی۔ تب وہ یہی سمجھتے تھے کہ ان نعمتوں کی نوازش صرف ہمیں کو نصیب ہوئی ہے۔ اور دنیا کی باقی تمام اقوام اس سے محروم رکھی گئی ہیں۔ گویا اللہ تعالےٰ صرف اسی ایک قوم کا رب ہوا نہ کہ تمام عالموں کا۔ اور دوسری اقوام کے لئے ایسی روحانی نعمتوں کی ضرورت خدا نے نہ سمجھی یا ان کو بھول ہی گیا۔ پس ہر ایک ملک کی قوم ایکدوسرے کے متعلق ایسے ہی ننگ خیالات فسلاً بہ نسلاً رکھتی رہی۔ اور اب تک ان کے دلوں سے ایسے خیالات دور نہ ہو سکے۔ اور یہی اسی ننگ خیالات کا نتیجہ ہے کہ ہر ایک قوم اپنا ہی نبی یا رسول اور اس کے ذریعہ قائم شدہ مذہب کو سچا سمجھتی ہے اور باقی تمام کو جھوٹا نعوذ باللہ۔ جس سے ان کے دلوں میں دوسرے مذاہب اور ان کے انبیاء و رسل کے متعلق بڑا بغض بھرا ہوا ہے۔ اور وہ وقتاً فوقتاً انہیں دشنام دہی کر کے عذاب کی گٹھڑی اپنے سروں پر چڑھاتے رہتے ہیں۔ جس کا ثبوت انھیں کے لٹریچروں میں سے پایا جاتا ہے۔ بھلا جبکہ مختلف اقوام ایک دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو جن کے لئے وہ قوم اپنی جان و مال قربان کرنا بڑی سعادت سمجھتی ہے دشنام دہی کرنا اپنے دینی عقائد میں سمجھتی ہوں۔ تو ہرگز ایسی اقوام سے اتفاق یا صلح اور محبت کی امید نہیں ہو سکتی۔ خواہ ظاہری طور پر کانگریس یا لیگ وغیرہ قائم کر کے بڑے بڑے لیکچر دیا کریں اور ریاکاری کرتے جائیں۔ اسکے سوائے اور کوئی مفید نتیجہ نہ نکلیگا۔ جب تک کہ باطنی مرض کا علاج نہ کیا جائے مگر خدا کے سچے مذہب کے حقیقی پیرو فرقوں کے یہ عقائد نہیں کہ دنیا کے تمام مذاہب جن کو لاکھوں لوگ دل و جان سے سچے مانتے ہیں۔ اس کے اور اس کے انبیاء و رسل کی خاطر اپنا جان و مال قربان کرنا بڑی سعادت سمجھتے آئے ہیں۔ وہ حقیقت میں تمام سچے ہیں۔ اگر ان کے انبیاء و رسول خدا کے راست باز بندے نہ ہوتے تو ہرگز ان کے ذریعہ لاکھوں لوگوں کے دلوں میں اسقدر عظیم الشان تبدیلی مسلسل دجلی آتی۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ جھوٹے مدعی کی تعلیم میں ایسا اثر ہو۔ بلکہ ایسا کوئی مدعی خدا کی مخلوق کو گمراہ کرنے کا پیشہ لے بیٹھے۔ نوخواستہ اللہ تعالےٰ اس کا دشمن بن کر اس کو اور اس کے سارے سلسلہ کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اور ہرگز ایسی طرح تک تمام فریبی و جعلی کاروبار جاری نہیں رہنے دیتا۔ اسی لئے جسطرح ہم برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو خدا کا ایک راست باز نبی مانتے ہیں۔ اسی طرح ہم عیسائیوں کے نبی حضرت عیسیٰؑ کو اور ہندوؤں کے نبی حضرت کرشنؑ کو اور پارسیوں کے نبی حضرت زرتشتؑ کو خدا کے راستباز بندے و نبی مانتے ہیں۔ اور ان کی لائی ہوئی شریعت کو منجانب اللہ مانتے ہیں۔ گو ان کے پیرو اپنے انبیاء کی اصل توحید کی تعلیم کو چھوڑ کر قسم قسم کی مشرکانہ رسوم میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ان کی اصل شریعت میں بہت تحریف ہوئی ہے۔ مگر اس سے ان انبیاء کی ذات و صفات پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ کیونکہ وہ تو انہیں اللہ تعالےٰ کی ہی عبادت کی تعلیم سکھلاتے تھے۔ جس کا ثبوت قرآن شریف سے ہم کو ملتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:

ولقد بعثنا فی کل امۃ ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت ۝

یعنے البتہ تحقیق ہم نے ہر ایک قوم میں (نبی) رسول بھیجا اس ہدایت کے ساتھ کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کروڑہا عیسائی حضرت عیسےٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دے کر مشرک ہو گئے۔ اسی طرح دنیا کی تمام اقوام کا یہی حال ہے۔ جس کے قصور وار ان اقوام کے پیرو ہیں نہ وہ راستباز انبیاء۔ پھر بھی اللہ تعالےٰ محض اپنی رحمانیت سے ان کو راہ راست پر لانے کو وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجتا رہا۔ مگر وہ اپنی ہی مشرکانہ رسومات اور غلط عقائد کو اپنا اصل مذہب سمجھ بیٹھے۔ اور اپنی اس جہالت کو بڑی عقلمندی سمجھتے رہے۔ اور جو رسول ان کی راہ نمائی کے لئے مبعوث کیا جاتا اسی کو وہ گمراہ و دھوکہ باز قرار دیتے۔ جس کے ثبوت میں خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ثم ارسلنا رسلنا تترا کلما جاء امۃ رسولھا کذبوہ۔ یعنی پھر ہم نے ایک کے بعد ایک رسول بھیجے مگر جب کبھی کسی قوم میں اس کا رسول آیا۔ تو انھوں نے اس کی تکذیب کی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان تمام مذاہب کو منسوخ شدہ قرار دے کر دنیا کی تمام اقوام کے لئے ایک ہی عام و کامل مذہب اسلام کو قرار دیا۔ اور صاف جتلا دیا کہ

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاٰخرۃ من الخاسرین

یعنے جو کوئی اسلام کے سوائے اور کسی دین کی پیروی کرے گا تو ہرگز اسے قبول نہیں کیا جاویگا۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانیوالوں میں سے ہوگا۔ جس طرح مثال کے طور پر دنیا میں کوئی بادشاہ اپنی سلطنت کی مختلف رعایا کے لئے مختلف احکام مقرر کرنے کا دستور منسوخ کر کے اپنی تمام رعایا کو ایک ہی صدر حاکم کے ماتحت کر دیتا ہے۔ اس امر کی تصدیق خدا تعالےٰ کے برگزیدہ انبیاء کے اقوال سے ہوتی ہے جیسا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی قوم دنیا میں سب سے بڑی قوم ہے پھر بھی اُن کے نبی حضرت عیسےٰ اقرار کرتے ہیں کہ میں صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور اسلام کے نبی فرماتے ہیں کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں اور گذشتہ انبیاء صرف خاص خاص اقوام کے لئے بھیجے گئے تھے۔ جس بات کی تصدیق خدا تعالےٰ کے ایسے دو برگزیدہ انبیاء کے اقرار سے ہوگئی تو پھر اس کے بعد کسی اور شخص کو اعتراض کرنے کی گنجایش ہی باقی نہیں رہتی پھر بھی دوسرا ایک ثبوت جسے ایک سوئی عقل کا شخص بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ بعد عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے سوائے باقی تمام مذاہب میں خدائے تعالیٰ کے کسی مامور و رسل کا ظہور نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگا کیونکہ جب وہ تمام مذاہب منسوخ کئے گئے۔ اور ان کے تابعین میں کسی کے پاس خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل کی ہوئی آسمانی کتاب اس کی اصلی حالت میں موجود ہی نہ رہی۔ تو پھر ان کے دین کی تجدید کے لئے خدا کے مرسل کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔ مگر چونکہ اسلام کو خدائے تعالےٰ نے تا قیامت قائم رکھنا مقدر کیا تھا۔ اس لئے اس عظیم الشان نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی ہوئی کتاب قرآن شریف کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیا جیسے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ:۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون

یعنے تحقیق ہم ہی نے یہ ذکر یعنے قرآن شریف کو نازل کیا ہے۔ اور تحقیق ہم ہی اسکے حافظ ہیں۔ آج زائد از ۱۳۰۰ سال ہو گئے ہیں لیکن اس میں سے ایک حرف یا ایک نقطہ یا زبر یا زیر کا فرق بھی نہیں پایا جاتا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔ اسکے مقابلہ میں ہم دوسرے مذاہب کی کتابوں کی حفاظت دیکھتے ہیں تو کوئی کہتا ہے ہماری کتاب کا اصل حصہ ہی جل گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے ہمارے پاس اصل زبان کی کتاب ہی نہیں۔ صرف اس کا ترجمہ ہی پھر ان ترجموں کا یہ حال ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً اسمیں تحریف کی جاتی ہے کسی کی کتاب مکمل ہے نہ قابل اعتبار اس لئے ان تمام اقوام کا حال برگشتہ ہے افسوس ہے۔ ان مسلمانوں پر جو ایسی مکمل اور مبارک کتاب کے ہوتے ہوئے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ اس کے خلاف بہت سی بدعتی رسومات و مشرکانہ عقائد کو اپنا اصل مذہب سمجھتے ہیں۔ گو وہ تمام بظاہر کلمہ گو مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان کے عقائد و اعمال بالکل خلاف اسلام ہیں۔ مثلاً

(۱) ایک گروہ اسلام کا خلفاء کو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے ہیرو قرار دیتا ہے۔ اور ان کے لئے درود بھیجنا اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ مگر دوسرا ان کو اسلام کا دشمن سمجھ کر ان پر لعنت ملامت کرنا واجب سمجھتا ہے۔

(۲) قرآن شریف میں نماز روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ کی تاکید ہے۔ مگر دوسرا ان کو دقت وزر کی بربادی و ریاکاری قرار دیتا ہے۔

(۳) قرآن شریف میں دعا کے لئے بہت زور دیا گیا ہے۔ تو اس کو لغو امر سمجھا جاتا ہے۔

(۴) قرآن شریف میں پردہ تعدد ازواج ممانعت سود کے لئے جو کچھ فرمایا ہے۔ اس کو ظلم قرار دیا جاتا ہے

(۵) قرآن شریف نے دین کو کھیل باتماشہ بنانے کی سخت ممانعت فرمائی ہے تو اس کے خلاف قوالی گانا وبجانا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اللہ سے یہ دعا کی تھی کہ آپ کی مزار مبارک کو میلا یا عرس کی رسومات سے بچا لیا جائے اور اپنی امت کو قبروں پر ایسے ناجائز امور سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی تھی۔ پھر بھی اس کے خلاف عمل کرنا ثواب دارین سمجھا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ ان بدعتی رسومات میں سالانہ خرچ ہوتا ہے کاش! یہ رقم انہی کی تعلیم و تربیت کے لئے خرچ کیجاتی۔

(۶) قرآن شریف نے اپنے عزیزوں کی موت کے وقت صبر کرنا ثواب کا موجب قرار دیا ہے۔ تو اس کے خلاف ماتم داری کرنا بڑا ثواب سمجھا جاتا ہے۔

(۷) قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نفس کو مرنا ہے۔ حتےٰ کہ سرور انبیاء اور آپ کے بیشتر کے تمام انبیاء فوت ہو گئے۔ مگر اس کے خلاف حضرت عیسیٰ اور بعض اور انبیاء کا تا قیامت زندہ رہنا مانا جاتا ہے

(۸) قرآن شریف نے ہر ایک نفس کے لئے زمین پر ہی زندگی بسر کرنا اور اس کو ہر ایک کے لئے آرام گاہ قرار دیا ہے۔ پھر بھی اس کے خلاف حضرت عیسیٰ کے لئے آسمان پر زندگی بسر کرنا اور آسمان ہی کو آپ کے لئے خاص آرام گاہ قرار دیا جاتا ہے۔

(۹) قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میرے جیسے بشر کے لئے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس خاکی جسم سے آسمان پر جاؤں اور پھر آسمان سے اتروں۔ پھر بھی اس کے خلاف حضرت عیسےٰ کو ہمارے سرور انبیاء سے زیادہ فضیلت دیجاتی ہے۔ گویا وہ بشر سے کچھ افضل تر ہستی ہے۔ اس طرح ان کے لئے آسمان پر جانا اور اترنا ممکن قرار دیا جاتا ہے۔

(۱۰) قرآن شریف سے یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک نبی یا رسول کو کسی نہ کسی ملک یا قوم کے لوگوں میں سے ہی منتخب کر کے مبعوث کیا۔ اور ہرگز کسی کو آسمان سے نہ بھجوایا۔ کیونکہ وہ اپنی سنت کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔ مگر اسکے خلاف مسیح موعود کسی ملک یا قوم کے لوگوں میں سے مبعوث نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس کو اپنی قدیم سنت کے خلاف آسمان سے ہی اتارے گا یہ مانا جاتا ہے۔

(۱۱) قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جہاد اسلام کے پھیلانے کے لئے ہرگز نہ ہوا تھا۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں کے جواب میں ہوا تھا۔ کیونکہ اسلام میں دین کے لئے زبردستی کرنی ہرگز جائز نہیں۔ پھر بھی اس کے خلاف اسمی ورسمی مسلمان کہتے ہیں کہ جہاد اسلام کے پھیلانے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے لئے ہی کیا گیا تھا۔ اور یہ بات صرف اسلام کے ابتدا ہی میں نہیں۔ بلکہ آخر زمانہ میں بھی اسلام اسی طرح تلوار کے جہاد سے ایک خونخوار مہدی کی تائید کے ساتھ پھیلایا جائے گا۔ اسی طرح ان کا باطنی عقیدہ غیر اقوام کو قتل کی دھمکی کے ساتھ منوانا ہے۔ مگر ظاہرہ ان کی کانگریس اور مختلف سوسائٹیوں میں شریک ہونا آپس میں اتفاق و برادرانہ سلوک بڑھانے کی تجاویز پر بڑے بڑے لیکچر دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح سے ایسے مسلمان گو ظاہرہ کلمہ گو اور قرآن شریف کو ماننے والے سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان کے اقوال و افعال اس کے بالکل برعکس ہیں۔ ان کے نزدیک قرآن شریف کے احکام کی کوئی عظمت نہیں۔ جب ہی تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اپنی امت کی شکایت کرینگے کہ یارب قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً۔ یعنی اے میرے پروردگار بے شک میری قوم نے اس قرآن کو بے کار چیز کی طرح چھوڑ دیا۔ مگر خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کی حفاظت اپنے ذمہ لی۔ اور وہ ذمہ صرف اس کے حروف کے لئے ہی نہ تھا۔ بلکہ اسکی عجیب عجیب برکات کا وقتاً فوقتاً دنیا کو دکھانا مقصود تھا۔ اسلئے قرآن شریف میں دوسرا یہ وعدہ فرمایا کہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم یعنے وعدہ کیا اللہ تعالےٰ نے اون لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے۔ اور نیک عمل کئے کہ ضرور بالضرور انھیں زمین پر خلیفے (پہلے دین کا جانشین) کرے گا۔ جیسا کہ اُن لوگوں کو جانشین کیا۔ جو ان سے پہلے تھے۔ اور ضرور بالضرور اُن کے لئے ان کا دین مضبوط کریگا۔ جو اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ پھر خدا تعالےٰ کے موعود خلفاء کا ظہور کب ہوگا۔ اس کے متعلق ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ یہ اعلان کروایا۔ کہ

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنے ضرور ضرور اللہ تعالےٰ ہر صدی کے شروع میں اس اُمت کے لئے ایک ایسے شخص کو مبعوث کریگا۔ جو دین کو تازہ کرے گا۔ الحمدللہ کہ خدا اور اس کے رسول کا یہ اعلان ہر صدی میں برابر پورا ہوتا رہا اور لاکھوں لوگ ہر زمانہ میں اس کے گواہ ہوتے رہے۔

یہ ایک ایسا عظیم الشان ثبوت ہے کہ اسلام کا خواہ کیسا ہی سخت مخالف ہو انکار نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اس چودھویں صدی میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک مصلح کا ظہور ہوا۔ اور گزشتہ زمانوں کے بزرگان دین کا یہ ایک مسلم عقیدہ تھا کہ چودھویں صدی میں جس مصلح کا ظہور ہوگا وہ ایک عظیم الشان شخص ہوگا۔ وہ اس صدی کا صرف مجدد ہی نہیں۔ بلکہ مسیح موعود اور مہدی بھی ہوگا۔ الحمدللہ وہ تمام باتیں اس زمانہ میں لفظ بہ لفظ پوری ہوئیں۔ سنی و شیعہ فرقوں میں یہ بھی ایک مسلم عقیدہ ہے۔ کہ مہدی کے زمانہ میں ماہ رمضان میں ان مقررہ تاریخوں پر چاند اور سورج کو گرہن ہوگا کہ جس کے متعلق ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سے آسمان و زمین پیدا کئے گئے ہیں کبھی اور مدعی کے زمانہ میں نہ ہوا ہوگا۔ الحمدللہ کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ مگر افسوس کہ بہت کم لوگوں نے آسمانی شہادت سے فائدہ اُٹھایا پھر اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے کئی زمینی نشانات مقدر رکھے تھے وہ وقوع میں آنے لگے۔ اور وہ نشانات طاعون و زلازل و جنگ و قحط وبا وغیرہ قسم قسم کے عذاب ہیں اور یہ اسی طرح جاری رہینگے۔ جب تک کہ لوگوں کے دل نرم نہوں اور رجوع کہ قبول کرنے پر تیار نہ ہو جائیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ وہ رحمٰن و رحیم پروردگار ہرگز اپنے بندوں پر ایسا عالمگیر عذاب نازل نہیں کرتا۔ جب تک وہ انہیں اپنا کوئی مصلح مبعوث کرکے انکو راہ راست پر آنے کا موقعہ نہ دے۔ جیسا کہ اس نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:۔

وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً۔

یعنے ہم ہرگز عذاب نہیں کرتے۔ جب تک کہ ایک رسول کو مبعوث نہ کریں۔ خدا تعالیٰ کی یہ سنت قدیم سے ہے۔ اور تا قیامت جاری رہے گی۔ کیونکہ قیامت نفس امارہ کی پیروی ختم نہ ہوگی۔ خدا تعالےٰ کا مسلمانوں پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ گو ان کو قرآن شریف جیسی ایک کامل کتاب دینے کے جس میں تمام احکام و ہدایات بالتفصیل بیان کئے گئے ہیں اور مسلمان غفلت میں پڑکر اس کی صحیح پیروی کرنی ترک کرکے گمراہ ہو گئے۔ پھر بھی اس رب العالمین کی رحمانیت نے چاہا کہ جس طرح اگلی اُمتوں میں انبیاء کی تعلیم سے دور ہونے پر بار بار ان کو راہ راست پر لانے کو پے در پے مصلح بھیجے وہ ہی فضل ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے لئے بھی جاری رکھ کر ہر صدی کے شروع میں اپنا خاص مصلح مبعوث کرکے تجدید دین کا سلسلہ جاری رکھا۔ جو محض اس کے فضل کے سوائے اور کچھ نہیں۔ مگر افسوس ہے ان تمام مسلمان کہلانے والوں پر جو خدا کی ایسی نعمت کو بسر و چشم قدر کرنے کے عوض میں اس کو ٹھوکر مار رہے ہیں۔ ہر زمانہ میں جب کبھی خدا کا کوئی مصلح مبعوث ہوتا ہے۔ تو یہی حال ہوا کرتا ہے۔ جو لوگ خدا کی نعمت کو نعمت سمجھ کر قدر کرتے ہیں۔ وہی انعمت علیھم کا گروہ ہے۔ اور جو اسکو عذاب سمجھ کر ٹھوکر مارتے ہیں وہی مغضوب علیھم ہیں۔ پھر ایک تیسرا گروہ ہے۔ جو حق تو قبول کرتا ہے مگر بعد میں ایمان کی کمزوری کی سبب سے منافقانہ رویہ اختیار کرکے ضالین کے گروہ میں جا ملتا ہے جس کا ثبوت قرآن شریف کی سورہ فاتحہ سے پایا جاتا ہے۔ مگر بہت تھوڑے ہیں جو اس عجوبہ کو سمجھتے ہیں۔ اس صدی میں جس عظیم الشان مامور من اللہ کا ظہور ہوا وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔ خدا تعالیٰ

کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہوں آپ پر اور آپ کے آل و اعوان پر۔

گذشتہ سال فاکسار نے ایک ٹریکٹ بنام ماموریت شائع کیا تھا جسمیں دنیا کے تمام مسلمانوں سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب اس صدی کے صادق مامور من اللہ نہیں ہیں تو دوسرا کون صادق مدعی ہے اسکو پبلک میں پیش کریں۔ اور ہم سے دس ہزار روپیہ انعام لیں۔

گو اس رسالہ کا ترجمہ اور کئی زبانوں میں شائع کیا گیا۔ کئی اخباروں کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا۔ مولوی ثناء اللہ جیسے مخالفین کو اُبھارا گیا۔ مگر جن کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرأت کبھی سے نہ ہوسکی اسطرح دنیا کے تمام مسلمانوں پر خدا کی حجت پھر یکبارگی پوری ہوئی۔

اگر مختلف فرقوں کے مسلمان اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بہتری چاہتے ہیں تو انکو چاہیئے کہ وہ اس مامور من اللہ کو جسے اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کا واجب الاطاعت امام قرار دیا ہے۔ اس کے ماتحت ہو جائیں۔ اور اس کی تعلیم کے مطابق پیروی کرتے رہیں۔ اس کی تعلیم کیا ہے۔ یہی کہ خدا تعالےٰ کے پاک کاموں اور خلاف سنت عقائد و رسوم کو ترک کریں۔ تا اس کے غضب سے بچیں اور ان کی صحیح پیروی کریں۔ اور دوسروں کو بھی یہی نیک نصیحت کریں۔ تا ہم پر خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔ اور اس طرح ہم دونوں جہاں میں اس کی رضامندی کے وارث بنیں۔ حقیقی کامیابی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کئے ہوئے امام زمان کو شناخت اور اس کی صحیح پیروی کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق ایسی سخت تاکید فرمائی ہے کہ جو شخص ایک صحیح یا امام اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کئے ہوئے امام زمان کی شناخت کئے بغیر زندگی بسر کرتا ہے۔ اور اسی حالت میں مرتا ہے۔ تو وہ جاہل کفر و نفاق کی موت مرتا ہے

آخر میں ہم

تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے لئے درد دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس اللہ مزدری معاملہ کے متعلق غور اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا آخرت میں ان کو اس گروہ کے ساتھ ہونا نہ پڑے۔ جو بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہتے رہینگے۔ کہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحب السعیر۔ یعنے اگر ہم سنتے اور سمجھتے۔ تو آج ہم دوزخ میں نہ پھینکے جانے والوں میں ہوتے ہم ان پر جو ہدایت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ فقط

خاکسار

(سیٹھ) عبداللہ الہ الدین۔ سکندرآباد دکن

چودھویں صدی کے علماء

(از جناب شیخ محمد آصف زمان صاحب پٹی کلکٹر سہارنپور)

کسی مسئلہ کی تحقیقات کے لئے بہترین طریقہ یہی خیال کیا گیا ہے کہ اس کے متعلق کتب و تحریرات کو خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیا جائے خصوصاً ضد اور تعصب اور ذاتیات کو دخل نہ دیا جائے۔ اگر بات معقول ہے تو قبول کر لیجائے اور اگر معقول ثابت نہیں ہوتی تو مطالعہ کنندہ کو ہر طریقہ سے حق حاصل ہے کہ اسپر جرح اور قدح کرے۔ لیکن اگر کسی کتاب کو محض اس نیت سے دیکھا جائے کہ ہر بات اور ہر حرف پر اعتراض کیا جائے اور ہر معنی و مطلب کو کسی دغابازی اور بے ایمانی پر محمول کیا جائے تو سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے بڑھ کر دوسری حالت ہے کہ جب تعصب اور نفرت کو دل میں پہلے سے جاگزین کر کے مطالعہ کیا جائے یہاں تک بھی غنیمت ہے۔ اور ایسے علماء کی مثالیں ہر زمانہ میں پائی گئی ہیں۔ لیکن چودھویں صدی اس معاملہ میں خصوصیت رکھتی ہے۔ کتاب کو اعتراض کرنے کے لئے پڑھنا یا تعصب سے دیکھنا تو درکنار بالائے طاق۔ یہاں تو اس سے بڑھ کر ایک تیسرا طریقہ علماء کی حیرت انگیز جسارت کا ہم لوگوں کے سامنے آئے دن پیش آتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ کتاب کو پڑھا جاتا ہے اور بالاستیعاب پڑھا جاتا ہے۔ اور اشتہاروں میں عبارت نقل کی جاتی ہے۔ صحت انتخاب کے متعلق دعوے کئے جاتے ہیں۔ لیکن آگے پیچھے کی عبارت چھوڑ دیجاتی ہے سیاق و سباق کو غائب کر دیا جاتا ہے۔ موضوع و مبحث کا پتہ نہیں دیا جاتا ہے۔ اور عوام کالانعام کے لئے ایک عظیم الشان مغالطہ کی راہ کھول دیجاتی ہے۔ اگر کتاب کھول کر دیکھی جائے۔ تو وہاں وہ فقرے ضرور ملتے ہیں۔ لیکن سیاق و سباق کے لحاظ سے۔ نوعیت مضمون کی وجہ سے اس کے معنے ہی کچھ اور ہیں۔ مبحث ہی دوسرا ہے۔ موضوع ہی جداگانہ ہے پھر ایسی حالت میں ایسے عاجان کو بدترین عادات و خصائل کا کیوں نہ متہم کیا جائے۔ اور ان کو چودھویں صدی کے علماء کا کیوں نہ نمونہ خیال کیا جاوے اور وہ یہودی صفت کیوں نہ متصور ہوں۔

اس سے بڑھ کر اور کیا بددیانتی اور فریب ہو ہی نہیں سکتی ہے کہ ایک بات کو خلاف منشائے مؤلف یا مصنف ظاہر کیا جائے۔ کیا لکھتے وقت اس کا بھی خیال نہیں ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی نے اصلی کتاب کو اٹھا کر دیکھا اور چند سطریں سیاق و سباق کی پڑھیں۔ تو وہ ہماری اس حرکت پر کیسی نفرین و لعنت کریگا۔

مثال پیش نظر ایک اشتہار ہے۔ جس کی عبارت ذیل میں نقل کی جاتی ہے اور اصلی کتاب کے حوالجات بھی پیش کئے جاتے ہیں :-

مشتہر یوں گل افشانی فرماتے ہیں :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ان نصیحت آمیز الفاظ اور پاکیزہ تعلیمات پر نظر رکھتے ہوئے غور فرماویں کہ خود مرزا صاحب کہاں تک اسپر کاربند تھے۔ حضرات حسنین علیہ السلام جو گوشہ جگر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں انکی نسبت جن اشعار میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے خیالات بیجا کا خاکہ کھینچا ہے وہ پیش ناظرین ہیں۔ اشعار کا ترجمہ بھی مرزا صاحب ہی کا کیا ہوا ہے۔" (اعجاز احمدی صد ۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد)

وقالوا علی الحسنین فضل نفسہ
اقول نعم واللہ ربی سیظھر

(ترجمہ) اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے اپنے تئیں امام حسنؓ اور حسینؓ سے اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کردیگا

وشتان ما بینی وبین حسینکم
فانی اوید کل آن وانصر

(ترجمہ) اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

واما حسین فاذکروا دشت کربلا
الی ھذہ الایام بتکون فانظر

(ترجمہ) مگر حسین پر تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو۔

وواللہ لیست فیہ منی زیادۃ
وعندی شھادات من اللہ فانظر

(ترجمہ) اور بخدا اُسے مجھ سے کچھ زیادہ نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس دیکھ لو۔

وانی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدی فالفرق اجلی واظھر

(ترجمہ) اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارے حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔"

یہ اشعار کا ترجمہ ہے جو مشہر صاحب نے مختلف مقامات سے جمع کئے ہیں۔

حضور مسیح موعودؑ نے یہ عربی قصیدہ جسمیں ایک بڑا حصہ اُردو نثر کا بھی شامل ہے۔ مباحثہ مُدّ کے بعد تحریر فرمایا اور مخالفین کو جواب کے لئے بار بار پکارا۔ اور اُن کے رگ حمیت میں جوش لانے کے لئے کوشش کی گئی۔ لیکن اب تک معاندین ساکت وصامت ہیں۔ قبل اس کے کہ میں اشعار کے محل وقوع کی نسبت لکھوں میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اس کتاب میں شیعہ صاحبان جنھوں نے حضرت حسین کو نعوذ باللہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا شفیع قرار دیا تھا خاص طور پر مخاطب ہیں۔ اور علی حائری صاحب جن کی طرف رُوئے سخن ہے۔ اور جن کے اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے۔ بار بار ان کا نام حاشیہ اور متن میں مرقوم ہے۔ اور اس امر کی زیادہ تلاش کی ضرورت نہیں ہے اسواسطے کہ کتاب کے ٹائیٹل پیج پر جلی قلم سے یہ عبارت درج ہے۔ "اور اس رسالہ میں پیر مہر علی شاہ صاحب و مولوی اصغر علی صاحب و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں۔ جن کا نام رسالہ میں مفصل درج ہے"

پھر اسی کتاب کے صہ ۳۵ پر ہم یہ عبارت بھی پاتے ہیں "میں نے اس قصیدہ میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں ہے بخدا ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسینؓ جیسے یا حضرت عیسیٰؑ جیسے راستباز پر بدزبانی کرکے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید من عاد ولیّالی۔ اسکو دست بدست پکڑ لیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے۔ اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے" اب ہم آگے بڑھ کر اشتہار کا پہلا شعر صفحہ ۵۲ پر پاتے ہیں۔ اسی صفحہ پر اس شعر سے چار شعر اُوپر یہ عبارت پاتے ہیں:-

عقرت بمدّ صحبتی یا ابا الوفا
بسبب وتوھین فرتی سیقھر

(ترجمہ) اے ثناء اللہ تو نے مُدّ میں ہمارے دوستوں کو رنج پہنچایا۔ گالی سے اور توہین سے۔ پس میرا خدا عنقریب غالب ہوجائیگا

جلالک ربی ابتغی لا جلالنی
وانت تری قلبی وعزمی وتبصر

(ترجمہ) اے میرے خداوند میں تیرا جلال چاہتا ہوں نہ اپنی بندگی اور تو میرے دل کو اور میرے قصد کو دیکھ رہا ہے۔

الیک ارد محامدی ردت کلھا
وما انا الا مثل ذرق یعفر

(ترجمہ) میں تیری طرف ان تمام تعریفوں کو رد کرتا ہوں جن کا میں قصد کرتا ہوں اور میں انہیں ہوں مگر ایک سرگیں کی طرح جو خاک میں ملایا جاتا ہے۔

اسکے بعد شعر نمبر امندرجہ اشتہار واقع ہوتا ہے اور پھر اسی صفحہ پر میں اس شعر کے بعد یہ مضمون ہے:-

ولکننی من امر ربی خلیفۃ
مسیح سمحتم وعدہ فتفکروا

(ترجمہ) مگر میں اپنے خدا کے حکم سے خلیفہ اور مسیح موعود ہوں۔ اب تم سوچ لو۔

فما شان موعودٍ وما فیہ عندکم
من القول قول نبینا فتدبروا

(ترجمہ) پس مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اسکے باب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے۔

حدیث صحیح عندکم تقرؤنہ
فلا تکتموا ما تعلمون واظھروا

(ترجمہ) تمہارے پاس ایک حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو پس جو کچھ تم جانتے ہو۔ اس کو پوشیدہ مت کرو۔ ظاہر کرو۔

اشعار نمبر ۲ و ۳ مندرجہ اشتہار صفحہ ۶۹ پر ہیں۔ لیکن صفحہ ۷۰ پر حاشیہ پر ہم یہ عبارت پڑھتے ہیں:-

"علی حائری شیعہ کے جواب میں"

اور اسی سلسلہ میں صفحہ ۶۸ پر ہم کو یہ اشعار ملتے ہیں

حسبتم حسینا اکرم الناس فی الوری
وافضل، افطر الفادیر وقیطر

(ترجمہ) تم نے حسین کو تمام مخلوق سے اچھا (بہتر) سمجھ لیا ہے اور تمام لوگوں سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کئے

کان امرًا فی الناس ما کان غیرہ
وطھرہ الرحمان والغیث یقطر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(ترجمہ) گویا لوگوں میں ایک ہی آدمی تھا۔ اور اسکو خدا نے پاک کیا اور غیر ناپاک ہیں۔

له رتبة كالانبياء وتقدر

(ترجمہ) اور اس کے لئے انبیاء کا رتبہ قرار دیتا ہے۔

اتعليه اطراءً وكذبًا وفريةً
اتسقيه كاسًا ماسقاه المقدر

(ترجمہ) کیا تو اسکو محض جھوٹ اور افترا کی راہ سے بلند کرنا چاہتا ہے۔ کیا تو اس کو وہ پیالہ پلاتا ہے جو خدا نے اسکو نہیں پلایا

تكاد السموات العلى من كلامكم
تفطرن لولا رقتها متقدر

(ترجمہ) قریب ہے کہ آسمان تمہارے کلام سے پھٹ جائیں اگر اسکے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو۔

اكان حسين افضل الرسل كلهم
اكان شفيع الانبياء وهو اوتر

(ترجمہ) کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔ کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا۔

پھر آگے چلکر صفحہ ۳ پر علی حائری کو مخاطب کیا جاتا ہے

الا عابد الحسنين اياك والغلو
ومالك تختار السعير وتشعر

(ترجمہ) اے حسین اور حسن کی عبادت کرنیوالے دوزخ کی آگ سے پرہیز کر تجھ کیا ہوگیا کہ دوزخ کو اختیار کرتا ہے اور جانتا ہے۔

وانت امرء من اهل سب وانما
رجال لاظهار الحقائق نوم

(ترجمہ) اصل تو وہ آدمی ہے کہ گالیاں دیتا ہے اور ہم لوگ اور ہم وہ آدمی ہیں جو حقیقتوں کے ظاہر کرنے کے حکم دئے جاتے ہیں شعر نمبر ۴-۵ مرقومہ اشتہار صفحہ ۱۸ پر ہیں اور صفحہ ۸۰ کے حاشیہ پر یہ عبارت ہے یہ مولوی علی حائری شیعہ کی نسبت" آخری اشعار صفحہ ۸۰ کے یہ ہیں :-

فظل الاشاري يلعنون وفاءكم
فورتم وا اهل البيت وذادوا مرا

(ترجمہ) پس وہ تیری یعنی اہلبیت تمہاری وفا پر لعنت کرتے رہے تم بھاگ گئے اور اہلبیت دکھ دئے گئے اور قتل کئے گئے ؛

هنالك ترأى عجز من يحسبونه
شفيع النبي محمدٍ فتفكروا

(ترجمہ) تب عاجز اور ضعف اس شخص کا یعنے حسین کا ظاہر ہو گیا جسکو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کریگا۔

زعمتم حسينا انه سيد الورى
وكل نبيّ منه ينجو ويغفر

(ترجمہ) تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے اور ہر ایک نبی اس کی شفاعت سے نجات پائیگا اور بخشا جائیگا۔

فان كان هذا الشرك في الدين جائزاً
فبا للغور رسل الله في الناس بعثروا

(ترجمہ) پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا۔ تو تمام پیغمبر محض لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے۔

وذالك بهتان توهين شأنهم
لك الويل يا غول الفلا كيف تعبثُ

(ترجمہ) اور یہ بہتان ہے اور انبیاء کی شان میں۔ اے جنگلوں کے غول تجھ پر وائے تو کیا دلیری کر رہا ہے۔

اب ناظرین غور کریں کہ ان پانچ اشعار میں کونسا لفظ ہے۔ جسپر ایک ذرہ برابر بھی اعتراض ہو سکے کیا ایک نبی ایک مامور اپنے کو حضرت حسین رضؓ سے برتر نہیں کہہ سکتا ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ عام مسلمانوں کے خیال میں جب ظہور فرمائینگے تو وہ نبی اللہ نہیں کہلائینگے۔ اور بحیثیت اس منصب و عہدہ کے وہ حضرت حسین سے برتر نہونگے۔ پھر مسیح موعود علیہ السلام نے کونسا قصور و جرم کیا اور حضرت علماء آنکھیں کھولکر دیکھیں۔ کیا یہ الفاظ تعلی یا واقعاً کسی ذاتی خیال سے کہے گئے ہیں۔ کیا وہی امور من اللہ اپنے کو ایک خاک کا کیڑا نہیں بتلاتا ہے۔ کیا وہ نہیں کہتا ہے کہ وہ باذن اللہ ان الفاظ کو ادا کر رہا ہے۔ اور کیا وہ یہ بات علی حائری کے مقابلہ میں نہیں کہہ رہا ہے۔ جو حضرت حسین کا رتبہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھا رہا ہے۔ اور کیا یہ علی حائری کے کفر و شرک کا جواب نہیں ہے۔ اگر ہے تو ہمیں بتلاؤ۔ کہ خیالات بیجا ان کو کیونکر کہا جائے۔

او ظالم طبع مولویو! کیا علی حائری جو حضرت حسین کو شفیع عالم اور نہ صرف یہ بلکہ باعث شفاعت حضرت سرور عالم ٹھہراتا ہے۔ جو حسین کی عبادت کو جائز قرار دیتا ہے۔ کیا وہ اس دندان شکن جواب کا مستحق نہ تھا اور او سیفہو! ناپاک طبع جبہ پوشو! کیا یہ اسی حسین کی تصویر ہے۔ جو تمہارے دلوں میں جاگزین ہے اگر یہ سچ ہے تو جاؤ اور علی حائری سے بغلگیر ہو اور اس کے ساتھ ملکر حضرت حسین کی عبادت کرو۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔

یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ احدی کسی حسین کو حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے برتر نہیں سمجھتے۔ اور کسی حسین کی عبادت نہیں کرتے۔ ایسا حسین اسلام نے کبھی پیش نہیں کیا۔ ایسا حسین قرآن و حدیث میں اپنا نام و نشان نہیں رکھتا۔ ایسا حسین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جگر گوشہ نہیں کہلا سکتا۔

حضرت مسیح موعود پر حضرت حسین کی توہین و تحقیر کا الزام کبھی نہیں لگا سکتے۔ اور تم اپنی اس تمنا میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ سنو اور کان لگا کر سنو حضور مسیح موعود علیہ السلام قصیدہ شروع کرنے سے پہلے بتلا دیتے ہیں۔ کہ کوئی شخص اس ذات بزرگ کو برا کہنے والا ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور نیز قصیدہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ علی حائری کی رگ حمیت کو جوش میں لانے کے لئے اب ذرا خوف کرو۔ اور سوچو کہ تم حضرت مسیح موعودؑ کے ان اشعار کو کیونکر خیالات بیجا کہہ سکتے ہو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ خدا کی عبادت چھوڑ کر حسین کی عبادت کی جائے اور ہم خاموش بیٹھے رہیں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ حسین کو حضرت رسول اللہؐ کا شفیع سمجھ لیں۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ "علی خدائمن است" پر ایمان لے آئیں۔ اگر یہ منشا ہے۔ تو آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو۔ کیا تم ایسے شخص پر جو غلام احمدؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ جو اہل بیت کی محبت میں سرشار ہے۔ جو رسول اکرم اور اس کے متعلقین کی محبت کو جزو ایمان سمجھتا ہے اُس پر یہ الزام لگاتے ہو کہ وہ حسنین کی تحقیر کرتا ہے اور اہلبیت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کیا تم اس شخص پر یہ الزام لگاتے ہو۔ جس نے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید کے ورد سے یہ رتبہ پایا۔ کیا تم آفتاب پر تھوکنا چاہتے ہو۔ ہوشیار ہو کہ یہ تمہارے ہی منہ پر گریگا

آؤ ہم تم کو بتلائیں کہ اس شخص کا جسکے خیالات کو تم بے جا خیالات کہتے ہو۔ اور جس کی عبارت کو تم توہین حسین خیال کرتے ہو۔ اہل بیت کے متعلق کیا عقیدہ ہے تاکہ عوام جن کو تم نے اپنی عادت کے موافق واقعات پر پردہ ڈالکر دھوکا دینا چاہا ہے۔ دیکھیں اور سمجھیں کہ تم نے کس قدر ظلم کیا اور تم نے کسقدر دیانت کا نمونہ دکھلایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ اٹھاؤ۔ صفحہ ۵۰۳ حاشیہ نمبر ۳۔ اور حسب ذیل عبارت پڑھو۔

"اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے۔ سو اس میں بھی یہی سر ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے۔ اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے۔ وہ انہیں حسین طاہرین کی وراثت پاتا ہے ..... اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا ..... پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آگئے یعنے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وحضرت علی وحسنین و فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم اجمعین ..... حضرت فاطمہؓ نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ اور پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھے دیگئی۔ جن کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علی نے تالیف کیا۔ اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے"

اب ذرا غور کرو۔ جو شخص اہل بیت سے اسقدر روحانی تعلقات رکھتا ہو وہ کیونکر یہ گوارا کر سکتا ہے کہ ان کو ذلت و تحقیر سے یاد کرے۔ اچھا اگر تم کو اس سے بھی اطمینان نہیں ہے تو ازالہ اوہام اٹھاؤ۔ اور حصہ اول کے صفحہ ۲۸ کے حاشیہ میں یہ عبارت بغور پڑھو ..... "ایسا ہی مسیح جو اترنے والا ہے۔ وہ بھی مثیل مسیح ہے۔ اور حسینی الفطرت ہے" اسی دشنہ والی تفسیر میں تم یہ بھی پاؤ گے۔ کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام ایک پہلو سے مثیل حسین بھی ہیں۔ اب اسمیں تو زیادہ فکر کی ضرورت نہیں ہے۔ کوئی شخص اپنی اصل کو کیونکر برا کہہ سکتا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے۔ تو خود ہی برا ٹھہرتا ہے۔ پھر تم یہ کیونکر کہہ سکتے ہو کہ حضور مہدی معہود خیالات بے جا کو حضرت حسین کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اگر اس سے زیادہ اور صفائی کی ضرورت ہے۔ تو اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء پڑھو۔ اقتباس حسب ذیل ہے :-

"بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں۔ کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا ..... مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا۔ اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے۔ اور اس امام کے تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر و استقامت زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنیوالے ہیں۔ جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے۔ اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش اکعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔

اور جو شخص حسین رضؓ یا کسی اور بزرگ کی جوائمہ مطہرین میں سے ہے۔ تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے"

اے لمبے القاب والے مولویو! کیا اس کے دیکھنے کے بعد بھی تمہارے علم۔ فضل۔ دیانت اور امانت کا یہی تقاضاء ہے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بیباک کے سامنے ایسا جھوٹا الزام لگاکر پیش کرو۔ ذرا شرماؤ ذرا حیا سے کام لو۔ کیا تم آنکھیں رکھتے ہو۔ اور نہیں دیکھتے۔ کیا تم کان رکھتے ہو اور پھر نہیں سنتے۔ کیا تمہارے پاس دل و دماغ ہے۔ اور پھر نہیں سوچتے۔

علاوہ ان اشعار کے ایک اور بھی شعر ہے۔ جو مولوی صاحبان اپنی عادت کے موافق عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے :-

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

ہمنے اس شعر پر بہت غور کیا۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کس مقصد سے پیش کیا جاتا ہے۔ اسمیں تو کسی طریقہ سے توہین حسین نہیں نکلتی۔ اگر کوئی بات ہے تو صرف یہ کہ وہ محبت و لذت جو بصورت رنج و محن کچھ عرفان الٰہی میں حضرت مسیح موعود کو پیش آرہی ہے۔ اس لذت مصائب سے جو شہدائے کربلا کو نصیب ہوئی کہیں بڑھ ہے یہ شعر نزول المسیح صفحہ ۹۹ پر ہے۔ اور اس کا سیاق و سباق حسب ذیل ہے :-

کشتۂ او نہ یک و نہ دو نہ ہزار
ایں قتیلان او بروں ز شمار
ہر زماں نے قتیل تازہ بخواست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غازۂ روئے او دم شہد است
ایں سعادت چو بود قسمتِ ما
رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
آدم نیز احمدؐ مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار
کارہائے کہ کرد با من یار
برتر آں دفتر است از اظہار
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام
دل من برد الفت خود داد
خود مرا شد بوحیٔ خود استاد
وحی او را عجب اثر دیدم
روئے آں مہرزاں قمر دیدم

اب ان اشعار پر غور کرنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت حسین کی کفایۃً اور اشارۃً بھی تحقیر مدنظر ہے۔ اوپر اور نیچے کے اشعار ایک عجیب گہرے عرفانی رنگ میں رنگین ہیں۔ اور اس سے اس نتیجہ کا جو مولوی صاحبان نکالنا چاہتے ہیں قبول کرنا ایک ادنےٰ سے ادنےٰ عقل والے کے لئے بھی نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ خاصکر جب سننے والے کو یہ معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہے۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۵)

احمدیؐ اور غیر احمدیؐ کا مکالمہ

(از بابو رحمت اللہ صاحب احمدی ریلوے ملازم)

چونکہ بندہ آج کل ریلوے لنگ ڈیوٹی پر مقرر ہے اس لئے عموماً ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا اتفاق اور لوگوں میں تبلیغ کا موقع بفضل خدا ملتا ہے اگرچہ میں عالم تو نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود کا غلام ہونے کے باعث عموماً مخالفین کے سوالات کے جوابات اللہ تعالیٰ ایسے ایسے سمجھا دیتا ہے کہ بڑے بڑے عالم حیران رہ جاتے ہیں۔ اسلئے عام احمدی برادران کی تحریک کے لئے رقم کرتا ہے تاکہ انہیں واضح ہو جاوے کہ قرآن شریف اور حضرت مسیح موعود کی کتب کو مدنظر رکھ کر اگر مخالفین کو جواب دیا جاوے۔ تو ضرور یا تو خاموش ہو جاتے ہیں یا مان جاتے ہیں۔

لدھیانہ میں جہاں پہلے پہل حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت شروع کی تھی۔ مجھے آج کل منشی محمد شاہ صاحب ہیڈ نقلنویس سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ سابقہ کوئی جان پہچان تھی۔ میرے ہاتھ میں سیپارہ اول اردو و انگریزی مجلد تھے۔ جن کو دیکھ کر منشی صاحب یوں گویا ہوئے۔

غیر احمدیؐ:۔ (سیپارہ ہاتھ میں لیکر یہ کہا ہے اور ورق الٹ کر) ہاں ہاں خوب سمجھ گیا۔ آپ احمدی ہیں

احمدیؐ:۔ بے شک میں احمدی ہوں۔ کیا آپنے بھی حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھا ہے۔

غیر احمدیؐ۔ ہاں میں نے خوب پڑھا ہے۔

احمدیؐ۔ خوب! پڑھنے کے بعد آپ کس نتیجہ پر پہنچے ہیں ؟

غیر احمدیؐ۔ میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مرزا صاحب اس زمانہ کے ایک جید عالم تھے۔ لیکن میں ان کے دیگر دعاوی کو نہیں مانتا۔

احمدیؐ۔ کیوں جناب! دیگر دعاوی کے ماننے میں کیا نقص لازم آتا ہے۔

غیر احمدیؐ:۔ کیا مرزا صاحب کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے تھے۔ جو وحی الٰہی کے دعویدار بنتے ہیں ؟

احمدیؐ۔ جناب من! کیا وحی الٰہی صرف جناب جبرائیلؑ کی وساطت سے ہو سکتی ہے یا اور کسی طرح بھی ؟

غیر احمدیؐ۔ صرف بوساطت حضرت جبرئیل علیہ السلام

احمدیؐ۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف سورہ حٰمٓ سجدہ سیپارہ ۲۴ رکوع ۱۸ میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

یعنے کچھ شک نہیں کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب تو اللہ ہی ہے۔ اور اسی حالت پر جمے رہے۔ تو ان پر فرشتے اترتے ہیں اور یہ کہتے ہوئے کہ آپ خوف نہ کریں اور دل میں رنجیدہ نہ ہوں اور خوشخبری سنیں اس جنت کی جس کا آپ سے وعدہ ہو چکا ہے۔

دیکھئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے۔ تو ان پر فرشتے بشارتیں لاتے ہیں۔ جو خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ امر بہت زور شور سے جاری ہوا۔ اور بے شمار لوگ ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ الہام کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور پھر اللہ تبارک و تعالےٰ ایک اور جگہ قرآن شریف پارہ ۱۴ رکوع ۱۶ میں فرماتا ہے۔ وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ۔ یعنی وحی بھیجی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف کہ پہاڑوں میں گھر بنائے۔ اور درختوں پر چھتریوں پر۔

اب غور فرمائیے کہ انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اس کو تو الہام نہ ہو اور شہد کی مکھی کو ہو۔ انسان شہد کی مکھی سے بھی کم ہے۔

غیر احمدیؐ (لاجواب اور شرمندہ ہو کر) آپ ہمارے عقائد کو بدل نہیں سکتے۔

احمدیؐ۔ بے شک کسی کے عقائد کو کوئی نہیں بدل سکتا

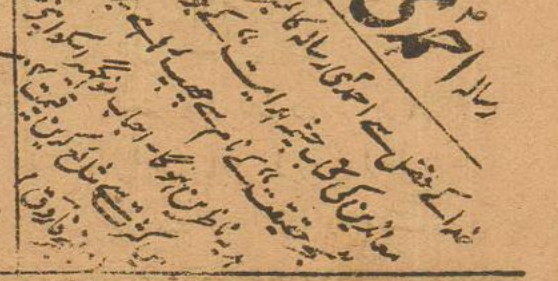

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت کو پہنچانا ہمارا فرض اولین ہے۔ آئندہ آپ کا اختیار ہے۔ آپ مانیں یا نہ مانیں ہم نے حجت پوری کر دی۔

منجیر احمدی۔ اجی ہم مرزا صاحب کو آپ لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں۔ یہاں ہی آکر رہا کرتے تھے۔ اور اسی جگہ سے بیعت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ایک دفعہ جو انگریزی کا الہام گھڑا تو ہمارے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ انگریزی میں آپ کا الہام نہیں چلیگا۔ عربی فارسی جو کہ آپ کی اپنی زبان ہے۔ اس میں الہام گھڑ لیا کریں۔ اس کے بعد سے مرزا صاحب نے انگریزی الہامات کو گھڑنا چھوڑ دیا۔

احمدی۔ جناب نیک بختوں کی صحبت میں رہ کر نکی کو قبول نکرنا بدبختی کی علامتی ہے۔ دیکھئے ابوجہل وغیرہ بھی تو مدتوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعظ حسنہ سنتے رہے۔ اگر انہوں نے نہیں مانا۔ تو اس میں منجر صادق کی شان میں فرق نہیں آسکتا۔

دوئم۔ مرزا صاحب چونکہ تمام جہان کے لئے اپنے آقا کی طرح آئے۔ اگر ان کو کسی دوسری زبان میں الہام ہوا تو یہ کوئی بری بات نہیں۔ دیکھئے حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو بھی تو بزبان فارسی الہام ہوا تھا۔ وہو ہذا:۔

"ایں[1] مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم"

سوئم۔ یہ بھی جھوٹ ہے کہ جب مرزا صاحب نے لدھیانہ میں بیعت لی۔ اسوقت ہی پہلا الہام انگریزی بنایا۔ وہ تو اس سے پہلے بھی کئی انگریزی الہام براہین احمدیہ میں درج کر چکے تھے۔ اور بعد کے بھی کئی ایک الہامات انگریزی میں ہیں۔ جو کہ سچے ہوئے اور ہوتے ہیں اور ہونگے۔ اگر بناوٹی ہوتے تو پورے نہ ہوتے۔

منجیر احمدی۔ ہم حنفی مذہب پر اپنے آباؤ اجداد سے ٹھیک چلے آتے ہیں۔ ہمارا کوئی غلط عقیدہ نہیں ہے۔

احمدی۔ آپ کا یہ قول وہی پہلے زمانہ کے منکروں والا ہے۔ لیجئے آپ کو اس کا جواب بھی پہلے زمانہ والا ہی دیا جاتا ہے۔ جو کہ منکران نبوت کو خدا کی طرف سے دیا گیا تھا۔

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰباءنا اولو کان اٰباءھم لا یعلمون شیئا و لا یھتدون

یعنے جب کہا جاتا ہے کفار کو کہ آؤ خدا اور رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے باپ دادا کا عقیدہ کافی ہے۔ اگرچہ ان کے اباو اجداد جاہل ہوں اور گمراہ۔

منجیر احمدی۔ پہلے مرزا صاحب عام لوگوں کی طرح آسمان پر مسیح علیہ السلام کو لکھتے رہے۔ پھر خود ہی مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کر کے موعود بن گئے۔

احمدی۔ جناب من! یہی تو صداقت کی نشانی ہے کہ جب تک خدا سے الہام نہیں ہوا وہ پہلے ہی عقیدہ پر رہے۔ مگر جب متواتر الہام اس بارہ میں ہوئے۔ تو ان کو مان کر دنیا میں صداقت کو ظاہر کرنا پڑا۔ اصل میں لوگوں نے پہچان تو لیا۔ مگر ضد سے مرزا صاحب کو نہیں مانا۔ جیسا نبی کریم کی بابت ہوا پہلے تو لوگ رو رو کر دعائیں کرتے رہے کہ ہمارے دین کی مدد کو کوئی نیک بندہ خدا کی طرف سے آوے۔ مگر جب آیا۔ اور انہوں نے پہچان بھی لیا۔ تو قبول نکیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین اٰتیناھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم الذین خسروا انفسھم فھم لا یومنون۔ پھر فرمایا۔ الذین اٰتیناھم الکتب یعرفون کما یعرفون ابناءھم و انا فریقا منھم لیکتمون الحق و ھم یعلمون۔

سو جناب من! میں بھی خدا کے کلام میں آپکو کہتا ہوں الحق من ربک فلا تکونن من الممترین یا قیدار

---

[1] نوٹ۔ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۹ حاشیہ اخیر سطر۔ مولوی عبدالقادر صاحب احمدی لودھیانوی جنہوں نے کہا تھا کہ حضرت کی کسی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی۔ غور فرماویں

آہ! مظہر الحق!!

(از مولوی محفوظ الحق صاحب علمی)

روحانیت کے رشتہ اور احمدیت کے تعلق نے میرے جذبات کو ابھار دیا۔ میں محزون ہوا۔ غمگین ہوا۔ میری روح مضمحل ہوئی۔ دل کملایا کہ عزیز مظہر الحق کیا ہوا۔ میں اسی رنج میں ڈوبا ہوا تھا کہ عالم غیب سے الٰہی رحمت نے کہا خوش ہو۔ محمدی شفقت نے فرمایا شاد ہو۔ احمدی برکت نے تسلی دی۔ غم و الم نکر۔ وہ نوجوان پشاوری مسیح کے پاک نفس سے زندہ ہوا وہ محمدی تجلیات پر مٹ کر حیات جاوید کا وارث بنا۔ وہ احمدی جلووں میں محو ہو کر خدا کے مسیح کے روحانی پاک دربار میں حاضری دیتا ہوا بارگاہ حق ربانی میں پہونچ کر شاد کام ہوا۔ وہ مرا نہیں بلکہ ؎

ہر گز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

وہ مبارک ہوا۔ کیونکہ اس نے خدا کے پاک مسیح کے دامن کو نہ چھوڑا۔ اگرچہ اس سے اسکے عزیز و قریب رشتہ دار چھوٹے۔ وہ جوان صالح ہمت کا بھی جوان تھا۔ خدا نے اسکی قربانیاں قبول کیں۔ اور اُسے مقبول بنا کر اپنے دربار میں بُلایا۔ الموت جسر یوصل المحبیب الی الحبیب سچ ہے۔ اور حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المومن تحفۃ المومن۔ مبارک ہے وہ جسے خدا نے تحفہ دیا۔ اسخدا جس طرح تو نے اسے دنیا میں اپنی راہ و سبیل بنائی۔ آئندہ بھی اُسے اپنی خاص رحمت و کرامت سے نواز اور اسکی قبر کو لطف و مہر کے پھولوں سے مہکا دے اور قیامت کے دن اُسے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... اور اسکے بروز و جلوہ ثانی احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محشور فرما۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت کو نصیحت

چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ اکیس لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنے یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔

اس گورنمنٹ نے ایسا ہی تمہیں اپنے سایہ پناہ کے نیچے لیا۔ جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو کہ عیسائی تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا۔ جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں بلکہ میں انصاف اور ایمان کے رُو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکر گذاری کروں۔ اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں سو یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا۔ جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک سخت بدذاتی ہے۔ کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اور اسکے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کے احسان کے ہم شکر گذار نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے۔ کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو۔ اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالےٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے۔ اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے۔ تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر یگی سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔

۷ر مئی ۱۹۰۷ء

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں یہ خواہش رکھتے ہیں۔ اس وصیت کو توجہ سے سنیں۔ کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی کے اعلیٰ درجہ تک پہونچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں وہ جھوٹ نہ بولیں وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور ہر قسم نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔ گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ اُن کے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں۔ بصدق دل اس کے وفادار تابعدار ہیں اور تمام انسانوں کی ہمدردی اُن کا اصول ہو اور خدا سے ڈریں۔ اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچا دیں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیر خواہ نہیں ہے یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے۔ اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالےٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ تو تم پر لازم ہوگا۔ کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو۔ جو خطرناک ہے۔ اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ شریر اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں۔ کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہونگے۔

یہ وہ اُمور اور وہ شرائط ہیں۔ جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد فرد پر لازم ہوگا۔ کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں۔

۲۹ر مئی ۱۸۹۸ء

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پروپرائیٹر نے فاروق منزل سے شائع کیا)